(ڈبلیو سیریز)--1998--۲۷واں درس

عنوان-حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ---صدق الله العظيم

(۹ سورہ التوبہ---آیت ۱۰۰)

(ترجمہ ذہن نشین فرما لیجئے) بڑھ کر پہل کرنے والے (کس کس میں سے؟) مہاجرین میں سے اور انصار میں سے اور جن لوگوں نے نیکی کے ارادے کے ساتھ ان کا ساتھ دیا، پیروی کی (ان لوگوں کے لئے کیا ہے؟ ان کے لئے) اللہ ان سب سے راضی ہوئے اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور ان کے لئے جنت ہے جس کے دامن میں نہریں بہتی ہیں، اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ-فَوْزُ الْعَظِيْمُ- ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

آیئے اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ایمان اور احتساب سے دن کے روزے رکھتے ہوئے، جھوٹ سے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے بچتے ہوئے آنکھوں، کانوں اور زبان کی حفاظت کرتے ہوئے، راتوں کو حالت ایمان میں پاکیزگی میں قیام میں نماز میں اپنا احتساب خود کرتے ہوئے ہمیں ۲۷ویں خطاب تک لا پہنچایا ہے، عشرہ رحمت عطا فرمایا، پھر بڑھایا، پھر آگے لے کر چلے، پھر عشرہ مغفرت سے گزارا اور الحمدللہ پھر جہنم سے خلاصی کے عشرے میں لے آئے اور پھر طاق راتوں کا اہتمام ہونے لگا، اعتکاف کی حالت میں ہونے لگا، اور آج اللہ پاک نے ۲۷ویں درس تک لا پہنچایا،

کتنے ہی ہمارے محسن، عزیز واقارب ایسے ہیں جو گزشتہ سال تو ہمارے ہمسفر تھے اب اللہ کو پیارے ہو چکے، اُن کے لئے مغفرت کی دعاؤں کے ساتھ زندگی کی مہلت سے بھرپور فائدہ اٹھایئے،

آپ بار بار ان خطابات میں سنتے چلے آئے ہیں کہ ہر موجد اپنی ایجاد سے پہچانا جاتا ہے، خالق مخلوق کی عظمتوں سے پہچانا جاتا ہے، درخت اپنے پھل سے پہچانے جاتے ہیں، آیئے آقائے نامدار ﷺ کو صحابہؓ کی عظمتوں سے پہچانیں ،اطاعتِ رسول، اتباعِ رسول، حبِّ رسول ﷺ کی منزلیں طے کرتے ہوئے بڑھتے چلیں،

آج کے درس کے صحابی حضرت خباب بن ارتؓ ہیں

آئیں اسوہ خباب بن ارتؓ کو ان کی عظمتوں سے اپنائیں

-پہلی عظمت- خباب بن ارتؓ ان خوش نصیب بزرگوں میں سے ہیں جو دعوتِ اسلام کے بالکل ابتدائی زمانے میں یعنی زید بن ارقمؓ کے گھر میں نبی کریم ﷺ جب تشریف فرما ہوتے تھے پناہ گزین تھے، مشرف بہ اسلام ہوئے، اسلام لانے والوں میں ان کا چھٹا نمبر تھا، اسی لئے "سادس الاسلام" کہلائے جاتے تھے۔

-دوسری عظمت- خاندانی اعتبار سے، مکہ مکرمہ میں بے سروسامانی، زمانہ جاہلیت میں غلام بنا کر مکہ میں بیچے گئے تھے، جب ایمان لائے تو پورے شعور سے ایمان لائے، انہیں کوئی خاندانی تحفظ مکہ مکرمہ میں خاندان کی بنیاد پر حاصل نہیں ہوا۔

-تیسری عظمت- کفار کے ہاتھوں ایمان لانے کے جرم میں اذیتیں برداشت کرنے میں لاثانی ریکارڈ قائم کیا، پیشے کے اعتبار سے لوہار تھے، ان ہی کی بھٹی ان ہی کے انگارے ان ہی کی پیٹھ (سبحان اللہ)، ننگی پیٹھ پر دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ کر ایک آدمی اسے مسلتا تھا اور اس وقت تک ان انگاروں پر وہ کباب ہوتے رہتے تھے جب تک [illegible]

[illegible]

-چوتھی عظمت- [illegible] خباب بن ارتؓ [illegible]

[illegible]

[illegible] خباب بن ارتؓ [illegible]

-پانچویں عظمت- نبی کریم ﷺ کی خصوصی دعا کے بعد عاص بن وائل کے ذمہ خباب بن ارتؓ کا کچھ قرض تھا، جب

بھی یہ قرض کا مطالبہ کرتے تو وہ بد بخت کہتا کہ میں اس وقت تک تمہیں نہیں دوں گا جب تک کہ تم محمد ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑو گے ،خباب بن ارتؓ جواب دیتے کہ جب تم مر کر دوبارہ زندہ نہ ہو گے میں محمد ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا، نہ تم نے زندہ ہونا ہے نہ میں نے ساتھ چھوڑنا ہے، عاص بن وائل جہنمی کہتا اچھا تو میں جب مر کر زندہ ہوں گا اور مجھ کو مال اور اولاد ملے گی اس وقت تمہارا قرض دوں گا۔

رب رحیم نے خباب بن ارتؓ کے ایثار و یقین پر یہ نقد انعام دیا کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے قرآنِ کریم میں یہ آیت نازل فرمادی ترجمہ سنئے

۱۹ سورہ مریم آیت ۷۷ سے ۸۰ تک میں ارشاد ربانی ہے، "(اے محمد ﷺ) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات سے کفر کیا اور کہا کہ قیامت میں بھی مجھے مال اور اولاد دیا جاؤں گا ، کیا اس کو غائب کی خبر ہوگئی تھی یا اس نے رحمٰن سے عہد لیا ہے؟ ہر گز نہیں یہ جو کچھ کہتا ہے ہم اس کو لکھ لیتے ہیں اور اسے عذاب میں ڈھیل دیتے چلے جائیں گے اور وہ جو کچھ کہتا ہے اس کے ہم وارث ہوں گے اور یہ تنہا ہمارے سامنے لایا جائے گا"

-چھٹی عظمت -ہجرت مدینہ سے نوازے گئے جو کہ خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے تھی، مدینہ آنے کے بعد خبابِ بن ارتؓ کی نبی کریم ﷺ نے خراش بن صمہ غلام تمیم کے درمیان مواخات (بھائی چارے) کا رشتہ کر دیا، بھائی بھائی بنا دیا اب الحمدللہ کوئی انہیں غلام سمجھ کر ان سے زیادتی نہیں کر سکتا تھا

-ساتویں عظمت -ہجرت مدینہ کے بعد شروع سے آخر تک تمام غزوات میں شریک رہے، فکرِ آخرت، شوقِ شہادت لحہ لحہ پیشِ نظر رہا، بڑھتا رہا

-آٹھویں عظمت-جو کہ عمرِ فاروقؓ کی بھی عظمت کی دلیل بنتی ہے ایک دن خباب بن ارتؓ عمر فاروقؓ سے ملنے گئے تو حضرت عمرؓ نے ان کو اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھایا اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کے علاوہ صرف ایک شخص اور ہے جو ان کندھوں پر بیٹھنے کا مستحق ہے(سبحان اللہ، صحابہؓ میں بیبا کی بڑی تھی) خباب بن ارتؓ کو بھی ان بخششوں کا کچھ ناز تھا جو رب کی طرف سے ہوئیں، انہوں نے پوچھا کہ امیر المؤمنین دوسرا شخص کون ہے؟ فرمانے لگے بلالؓ خباب بن ارتؓ نے عرض کیا کہ وہ میرے برابر کس طرح ہو سکتے ہیں جبکہ مشرکین میں حضرت بلالؓ کے بہت سے مددگار تھے لیکن میرے پوچھنے والا سوائے اللہ کے کوئی نہ تھا اور اس کے بعد اپنے مصائب گن گن کر بتائے جن پر صبر کی استطاعت سے نوازے گئے تھے

-نویں عظمت-جو کہ تعلیمِ امت کے حوالے سے اس عاجز کے قریب اتنی بڑی ہے کہ خباب بن ارتؓ کا کوئی ثانی نہیں

،ایک دن نبی کریم ﷺ تن تنہا دوپہر کے وقت کعبہ کی دیوار سے پشت لگائے بیٹھے تھے (کون ایسا بدنصیب ہوگا جسے نبی کریم ﷺ

کس خوبصورتی سے نبی کریم ﷺ نے امت کی تعلیم فرمادی کہ وہ دعا، دعا کا فریب تو ہوسکتا ہے دعا یقیناً نہیں ہوسکتی جہاں نہ غلبہ دین کی جدوجہد ہو، نہ رزقِ حرام سے اجتناب ہو، نہ مخلوط معاشرے سے اجتناب ہو، نہ آنکھوں کی حفاظت، نہ کانوں کی حفاظت، نہ زبان کی حفاظت۔

-دسویں عظمت-۳۷ ہجری میں کوفہ میں بیمار پڑے، علاج سے افاقہ ہونے کی بجائے مرض اور بڑھ گیا، اس کی طوالت اور تکلیف سے گھبرا کر کہنے لگے اگر اللہ کے رسول ﷺ سے موت کی دعا کرنے کی ممانعت نہ ہوتی تو میں دعا کرتا (دیکھا آپ نے اطاعتِ رسول ﷺ-سبحان اللہ!) جب حالت اور نازک ہوئی اور کفن لایا گیا تو اسے دیکھ کر آنکھوں سے بیساختہ آنسو بہہ نکلے، فرمانے لگے آہ حمزہؓ کو تو پورا کفن بھی میسر نہ ہوا تھا، ایک معمولی چھوٹی سی چادر میں کفنائے گئے اگر پیر ڈھانکا جاتا تو سر کھل جاتا اور سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں ننگے رہتے، آخر میں سر ڈھانک کر پاؤں پہ اذخر (ایک قسم کی گھاس) ڈال دیا گیا تھا

-گیارہویں عظمت-خباب بن ارت قریب المرگ تھے، کچھ احباب عیادت کے لئے حاضر ہوئے اور کہا کہ ابو عبداللہ تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ کل تک اپنے ساتھیوں سے مل جاؤ گے (دیکھا آپ نے بیباکی، انداز گفتگو، موت کا یاد دلانا، موت کا یاد کرنا--سبحان اللہ!) یہ سن کر رقت طاری ہوگئی، فرمایا موت سے نہیں گھبراتا، تم لوگوں نے ایسے لوگوں کی یاد دلادی جو اس دنیا سے اجر کے مستحق ہو کر گئے تھے، مجھے تو خطرہ ہے (اللہ اکبر- ذرا غور سے سنئے) مجھے تو خطرہ ہے کہ کہیں ثواب آخرت کے بدلہ میں مجھ کو یہ دنیا ہی نہ دے دی گئی ہو (اللہ اکبر-- آپ نے غور فرمایا! لوگ نام و نمود سے کتنا گھبراتے تھے اور آج --فقرہ خود ہی پورا فرمالیں)

- بارہویں عظمت-خباب بن ارت لوہار تھے، زمانہ جاہلیت میں اور اس کے بعد عرصہ دراز تک تلوار یں بنا کر اپنا اور اپنی [illegible]
[illegible] وفات کے وقت ۴۰ ہزار درہم [illegible]
کے اعتبار سے بہت کم رقم تھی۔

- تیرہویں عظمت-اتباعِ رسول ﷺ کا شوق اور نبی کریم ﷺ سے اس درجہ میں محبت تھی کہ اکثر و بیشتر سرور کائنات ﷺ [illegible] چھپ چھپ کر دیکھتے رہتے تھے اور صبح [illegible] نبی کریم ﷺ سے [illegible]
سوال کرتے تھے، ایک مرتبہ آقائے نامدار ﷺ نے ساری رات نماز میں گزار دی، یہ پوری رات دیکھتے رہے اور صبح آ کر

پوچھا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول ﷺ رات کو آپ ﷺ نے ایسی نماز پڑھی کہ اس سے پہلے کبھی نہیں پڑھی تھی، دو جہانوں کے سردار ﷺ نے فرمایا، میں نے تین دعائیں اللہ سے مانگی تھیں، ایک یہ کہ اللہ مسلمانوں کو عذاب سے ہلاک نہ کرے جس طرح سے گزشتہ امتیں ہلاک ہوئیں، اللہ رب العزت نے دعا قبول فرمالی، دوسری یہ کہ میرے دشمنوں کو مجھ پر غالب نہ کریں، رب رحیم نے دونوں دعائیں قبول فرمالیں لیکن تیسری دعا قبول نہیں ہوئی۔

-چودھویں عظمت-اہلِ کوفہ کے لوگوں کا عمومی دستور (جو کہ شہر میں مردوں کو دفن کیا کرتے تھے) توڑتے ہوئے انہیں وصیت کی کہ مجھ کو شہر کے باہر دفن کرنا، اس وصیت کے مطابق ان کو شہر سے باہر دفن کیا گیا، آپ پہلے صحابیؓ ہیں جن کی قبر کوفہ کے باہر بنائی گئی، وفات کے وقت ۷۲ سال کی عمر تھی، حضرت علیؓ جنگ صفین سے واپس ہو رہے تھے خباب بن ارتؓ کی وفات کی اطلاع ملی آپؓ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اگر آپ نے اس عاجز کی معروضات کو، ۲۷ویں خطاب کو، رات کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے، رات کی عظمت کے مطابق پورے غور اور توجہ سے سنا تو مبارک ہو آپ کی تقدیر بدل چکی ہے، اب آپ کو کوئی ایمان بالقلب لانے سے نہیں روک سکتا، اب غربت آپ کے پاؤں کی بیڑی نہیں بن سکتی، اب آپ نہ محکوم ہوں گے، نہ محتاج ہوں گے، نہ بھکاری ہوں گے، اب نصرتِ ربانی کب آئے گی کا جواب آپ کو مل چکا ہے کہ جب مداہنت (کمپرومائز) دنیا سے ختم کریں گے، جب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے دین کو غالب کرنے کے لئے اسے ترجیحِ اوّل بنائے رکھیں گے اور وہ مقام آئے گا جہاں آرے سے سر کو کاٹ دیا جاتا تھا،، اور آخری بات

---مبارک ہو---

آج آپ نے جان لیا کہ دعا عبادت کا مغز ہے لیکن مقامِ دعا وہاں ہے جہاں جان کھپ چکے، جہاں مال کھپ چکے، جہاں عزت لگ چکے، جہاں نمود لگایا جا چکے، جہاں اقتدار قربان کیا جا چکے، اب دعا' دعا بنتی ہے، ربِ رحیم مجھے بھی اس مقام عظمی سے نواز دے، آپ کو بھی اور آقائے نامدار ﷺ کے ہر امتی کو اور یہ راتیں اسی طرح سے لگتی رہیں ہم اللہ سے اسی طرح سے مانگتے رہیں اور ہم اسی طرح سے ہر لحہ بدلتے رہیں، پھر ہماری زندگیوں میں کبھی اطاعتِ اللہ اور اطاعتِ رسول ﷺ کے علاوہ کچھ نہ ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(اے ۲۰۰۲ء) کی امت مسلمہ، تم میں سے ایک بہت بڑی اکثریت نے، کروڑوں نے اس عاجز کو مسلسل ۹ سال، رمضان المبارک میں پڑھا اور سنا، سراہا، لیکن بہت بڑی اکثریت نے جیسے اسوہ رسول ﷺ کو نہیں اپنایا اسی

طرح سے اسوہ صحابہؓ، اسوہ خباب بن ارتؓ کو بھی نہیں اپنایا، نہ تم نے ان کی ایثار و قربانی کو اپنایا، نہ تم نے نام و نمود کی ہر خواہش کو پاؤں تلے مسلا، نہ تم نے بخیلی کو خیر باد کہا، نہ تم نے انفاق فی سبیل اللہ کو اپنی پہچان بنایا، ان اعمال پہ امریکہ اور اس کے حواریوں کے ہاتھوں بالفعل محکومی و محتاجی کی -- نقد سزا -- نہ ملتی تو کیا ملتا؟؟

آؤ آج سے منافقت سے توبہ کرلو، اگر تم نے قرآن و سنت پہ قرآن و سنت کی ترجیحات کے مطابق عمل کیا تو یقیناً نہ بھکاری رہو گے، نہ محتاج، انشاءاللہ قتل و غارت کی بجائے امن تمہاری پہچان ہوگی، تم انسانیت کے نجات دہندہ بھی بنو گے اور عظمتوں کے علمبردار بھی